قیمت سالانہ ۱۸ روپے — ماہوار ۱½ روپیہ

جلد ۳۵	۴ ماہ ظہور ۱۳۲۶ ھش	۱۶ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ	۴ اگست ۱۹۴۷ء	نمبر ۱۸۳

119

مدینۃ المسیح

قادیان ۳ ماہ ظہور رسیا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۷ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے فالحمد للہ

مسٹر او۔ایچ۔ کے اسپیٹ نے جو لنڈن سکول آف اکنامکس میں جغرافیہ کے پروفیسر ہیں آج ۹½ بجے صبح تعلیم الاسلام کالج ہال میں علم جغرافیہ اور سیاسیات کے موضوع پر پون گھنٹہ تک انگریزی میں تقریر فرمائی۔ صدر حضرت مفتی محمد صادق صاحب تھے۔ پروفیسر صاحب موصوف باؤنڈری کمیشن کے سلسلہ
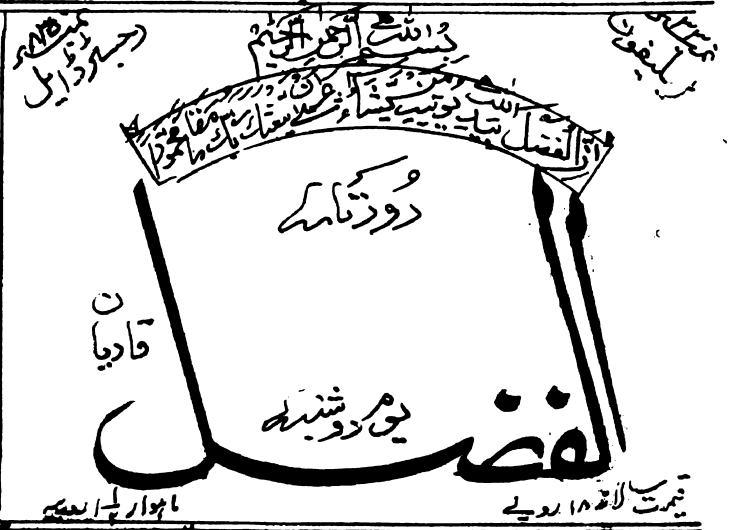
پاکستان میں کیسی حکومت ہوگی

ہم نے الفضل کی کسی قریبی گزشتہ اشاعت میں لکھا تھا۔ کہ آجکل جبکہ ہندوستان دو حصوں پاکستان و ہندوستان میں تقسیم ہو گیا ہے مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں میں بھی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ کہ آیا پاکستان میں اسلامی حکومت ہوگی یا کسی اور قسم کی حکومت ہم نے عرض کیا تھا کہ اسلامی حکومت سے مطلب اگر حکومت الٰہیہ یعنی خدا کی بادشاہت یا خلفائے راشدہ والی خلافت ہے۔ تو ایسی حکومت قائم کرنے کے لئے پہلے ان لوگوں کی ضرورت ہے۔ جن میں ایسی حکومت قدرتاً نشوونما پاسکتی ہے۔ کیونکہ اسلام میں سیاست کوئی ایسی چیز نہیں جس کے اصول راعی اور رعایا کی تمام زندگی کے رجحانات سے علیحدہ کر کے وضع کئے جائیں۔ حقیقی اسلامی حکومت کی بہترین عملی مثال ہم کو خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدہ کی حکومتوں میں ملتی ہے۔ جب ہم اس عہد پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو صاف نظر آتا ہے۔ کہ حکومت مسلمانوں کی عام مقتضیات زندگی کا ہی ایک پہلو تھا یعنی

اس حکومت کی بنیاد تقوےٰ کے انہی عام اصولوں پر تھی۔ جن اصولوں پر ان کی تمام زندگی ڈھالی گئی تھی۔

افسوس ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد حکومت کی یہ اسلامی خصوصیت اپنے درجہ کمال پر نہ رہ سکی۔ اور خلافت اسلامی کا صرف نام ہی نام رہ گیا۔ دراصل مسلمانوں میں بھی عام قسم کی ملوکیت قائم ہو گئی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے خلافت راشدہ کے نقوش پر کاروان اسلام کو جادہ پیما کرنا چاہا۔ مگر افسوس ہے کہ آپ کی زندگی نے وفا نہ کی۔ اور جو کام آپ نے شروع کیا تھا وہ ناتمام رہ گیا۔

خلافت راشدہ سے آپ تک اور آپ کے بعد جو سیاسی خلافت مسلمانوں میں قائم رہی۔ اس کو خلافت سے زیادہ شہنشاہی کہا جا سکتا ہے۔ کہنے کو تو اسلامی خلافت کی قبا بنی امیہ بنی عباس بنی فاطمہ اور پھر ترکوں نے بھی زیب تن کی۔ مگر اسکو قبائے خلافت کے چیتھڑے کہا جائے۔ تو زیادہ مناسب ہوگا۔ اور آخر ۱۹۲۳ء میں یہ چیتھڑے بھی ترکوں نے مغربی تہذیب کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں پھونک کر راکھ کر دیئے۔ اگرچہ یہ خلفاء اصطلاحاً دین کے حاکم اعلےٰ بھی تھے۔ مگر حقیقتاً دین کی راہ نمائی علماء کے ہاتھ میں آگئی تھی۔ اس لئے ان خلفاء کو اس لحاظ سے تو خلفاء کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ خود کسی حد تک دین اسلام کے پابند تھے۔ اور علمائے اسلام کی راہ نمائی قبول کرتے تھے۔ مگر اسلامی اصطلاح کے مطابق وہ مکمل خلفا نہیں کہلا سکتے

ایسا کیوں ہوا؟ اس کی مادی وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں۔ لیکن اسلامی نقطہ نظر سے صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی حکمت یہی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے ان سے جتنا کام چاہا لیا۔ مگر اپنے وعدوں کے مطابق دین کی حفاظت کے لئے اس نے مجدد کھڑے کئے۔ جو ہر صدی میں اسلام کو آلائشوں سے پاک کرنے کا کام کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً چودہ سو سال گزرنے پر بھی اسلام بحیثیت مذہب کے مردہ نہیں۔ حالانکہ دوسرے الٰہی مذاہب عیسائیت وغیرہ اب بالکل مردہ ہو چکے ہیں۔ اور ان میں زندگی کا کوئی نشان باقی نہیں۔

اسلامی تاریخ کے یہ ایسے واضح حقائق ہیں۔ کہ جن سے کوئی مسلمان جس نے اس طرف تھوڑی سی بھی توجہ دی ہے انکار نہیں کر سکتا۔ اور یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ دراصل امیر معاویہؓ کے عہد سے لے کر (حضرت عمر بن عبد العزیز کے دو اڑھائی سال کو منہا کر کے) آخری ترکی خلیفہ تک مقام خلافت دو پہلوؤں میں تقسیم ہو گیا تھا ایک پہلو پر حکومت اور دوسرے پر دین کا غلبہ رہا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے مکمل پیغام کو بروئے کار لانے کے لئے ایک طرف۔ تو اسلامی شریعت کی ہر تفصیل کی تکمیل تو دوسری طرف دنیا کے ہر کونے کو اس عالمگیر پیغام کو قبول کرنے کے لئے قابل بنایا جانا ضروری تھا۔ اگرچہ خلافت راشدہ کے اختتام تک قریباً تمام مہذب دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچ گیا تھا۔ مگر دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ جہالت کی انتہائی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ جس میں مشرق میں ہند چین جاپان جزائر وغیرہ اور مغرب میں افریقہ یورپ اور امریکہ شامل ہیں۔ اسلامی حکومتوں کی پیش قدمی کے دوران میں مشرق میں ہندوستان اور مغرب میں یورپ سے جو تصادم ہوا اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گو یہ قومیں کھلم کھلا اسلام کی آغوش میں نہ آئیں لیکن حسب قابلیت ان میں ایک قسم کی بیداری پیدا ہو گئی۔ ادھر ہندوؤں نے

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

اپنے قدیم فلسفہ کی نئی نئی توجیہیں توحید کے رنگ میں کرنی شروع کیں۔ تو ادھر یورپ دنیا کو دین سے علیٰحدہ کر کے مادی اور عقلی مسائل کی طرف متوجہ ہوتا گیا اور اتنی ترقی کی کہ اب وہ تمام دنیا کا رہنما بن گیا ہے۔

ان تکوینی ترقیوں کا ایک طرف تو یہ فائدہ ہوا۔ کہ حیل جول کے وسائل اس قدر زیادہ ہو گئے۔ کہ اب تمام دنیا ایک ہی ملک بن گئی ہے۔ اور اسلام کی تبلیغ کے ذرائع اتنے وسیع ہو گئے ہیں۔ کہ ہر کونے تک پیغام حق پہنچایا جا سکتا ہے۔

دوسری طرف یہ فائدہ ہوا کہ دنیا کی وہ قومیں بھی جو جہالت کے کونوں میں پڑی سڑ رہی تھیں۔ اب عقلی طور پر ایسی سطح پر آگئی ہیں۔ کہ پیغام حق کو سمجھنے اور قبول کرنے کے قابل ہو گئی ہیں۔

اس دوران میں وہ قومیں جو پہلے ہی مسلمان ہو چکی تھیں۔ اسلام کے پہلے دور سے گذر رہی تھیں۔ اور خلافت اسلامیہ کے پہلے دور کے دونوں دینی اور حکومتی پہلوؤں میں سے دینی تو سید احمدؒ بریلوی علیہ الرحمۃ پر آکر ختم ہو گیا۔ اور حکومتی پہلو ۱۹۲۳ء میں ختم ہوا۔ جب ترک نادان نے خلافت کی قبا چاک کر دی۔

دنیا جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے تیار ہو چکی تھی۔ اس لئے سورہ صف کی پیشگوئی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے پورا ہونے کا وقت آچکا تھا۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ جس کو اسلام کی عالمگیر تبلیغ کا دور بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہی ہے کہ کوئی اللہ تعالیٰ کا فرستادہ اس عظیم الشان عالمگیر تبلیغی دور کا آغاز کرے۔ اور ایسی فعال جماعت کھڑی کرے۔ کہ جس کے افراد ان وسائل سے کام لیتے ہوئے جو ان کی تکوینی ترقیوں کی وجہ سے دنیا کو حاصل ہوئے ہیں۔ چار دانگ عالم میں پھیل جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ آخری پیغام ہر کان تک پہنچا دیں۔ تاکہ دنیا جو مادی ترقیوں کے غرور میں صراط مستقیم سے بھٹک گئی ہے۔ اس کی صحیح رہنمائی کی جائے۔ تاآنکہ اسلام تمام دنیا پر مسلط ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک یا دو دن کا کام نہیں ہے۔ اسکی تکمیل کے لئے صدیاں درکار ہیں۔ لیکن آخری کامیابی یقینی ہے۔ اگرچہ پاکستان میں بوجوہات چند در چند فی الحال حقیقی حکومت الٰہیہ قائم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہاں کی اکثریت اس کو قبول کرنے اور اس کے مقتضیات کو پورا کرنے کی اہل نہیں لیکن جس طرح بھی حکومت پاکستان کے تعمیری قوانین میں شرعی اصول داخل کئے جا سکیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ داخل کر لیں۔ تاکہ جب وہ عظیم الشان دن آئے۔ تو پاکستان کے رہنے والے اسکو قبول کرنے کیلئے تیار رہیں۔ فی الحال صرف اسی قسم کی اسلامی حکومت پاکستان میں بنائی جا سکتی ہے۔ لیکن حقیقتاً وہ دن

رفتار عالم

سوڈان

سوڈان مصر اور ریگستان سہارا کے درمیان واقع ہے۔ اس میں سیاہ فام لوگ آباد ہیں۔ اسی مناسبت کی وجہ سے اسے سوڈان کہتے ہیں۔ یعنی کالے آدمیوں کا ملک۔ اس طویل و عریض ملک پر مختلف یورپین قومیں حکمران ہیں۔ مغربی سوڈان پر فرانس وسطی پر بلجیئم اور مشرقی پر انگلستان مشرقی حصہ اینگلو ایجپشن سوڈان کہلاتا ہے۔ جو کہنے کو تو انگریزوں اور مصریوں کی مشترکہ ملکیت ہے۔ مگر درحقیقت تنہا انگلستان کی ملکیت ہے۔

زمین کے لحاظ سے سوڈان کوئی زرخیز ملک نہیں ہے۔ دریائے نیل کے کناروں کے سوا سارے ملک میں کوئی خاص پیداوار نہیں ہوتی۔ نیز یہاں کے اصلی باشندے جو حبشی ہیں۔ نیم وحشیانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور طبعاً سست ہونے کی وجہ سے زراعت کی طرف بہت کم توجہ دیتے ہیں۔

آٹھویں صدی میں اس ملک میں عربوں کی آمد شروع ہوئی۔ اور انہوں نے یہاں کے باشندوں کو مدارج ترقی پر گامزن کیا۔ اختلاط نسل سے گورے رنگ کی نسل پیدا ہونے لگی۔ نووارد عرب مسلمان تھے۔ اس وجہ سے بہت جلد یہ سارا ملک اسلام کی آغوش میں آگیا۔ مسلم حکومتیں قائم ہو گئیں۔ اور جو عرصہ مدید تک عروج و زوال سے ہمکنار ہوتی ہوئی انیسویں صدی میں محمد علی پاشا حاکم مصر کے ہاتھوں فنا ہو گئیں۔ ۱۸۲۰ء میں اس کے بیٹے اسماعیل پاشا نے ایک نئے شہر خرطوم کی بنیاد رکھی اور اسے اپنا دارالحکومت بنایا۔ ۱۸۴۹ء میں محمد علی فوت ہو گیا۔ اس کے زمانہ میں مصر اور سوڈان میں افرنگی اثرات بڑھنے لگ گئے تھے کیونکہ اس نے انگریزوں کو بہت سی مراعات دے رکھی تھیں۔ نیز ملک کی فلاح و بہبود کے لئے وہ انگریز ملازموں کو زیادہ زیادہ تنخواہیں دیکر ملازم رکھتا تھا۔ محمد علی کے بعد اسماعیل پاشا نے ان کی اور بھی آؤ بھگت کی۔ اور جنرل بیکر کو خط استوا کے قریب کے ایک علاقہ کا گورنر بنا دیا۔ بیکر کے بعد جنرل گارڈن قائم مقام مقرر ہوا۔ جو سارے ہی مصری مقبوضات پر والی بنا دیا گیا۔ اسماعیل پاشا کی اس مغرب پرستی نے ایک طرف تو انگریزوں کو مصری حکومت کا شریک بنا دیا۔ اور دوسری طرف مصری حکومت کو نوے لاکھ پونڈ کا مقروض بنا دیا۔

محمد علی کے زمانہ میں گو مصر ایک آزاد ملک سمجھا جاتا تھا۔ مگر سلطان ترکی کو بھی برائے نام شہنشاہ مصر تسلیم کیا جاتا تھا۔ ترکی حکومت ان دنوں روسی منصوبوں کی وجہ سے برطانیہ اور فرانس کی منت کش تھی۔ اس نے برطانیہ کی اعانت سے اسماعیل پاشا کو معزول کر دیا۔ اس سے انگریزوں کو کھلی چھٹی ہو گئی۔ وہ تمام سرکاری محکموں پر قابض ہو گئے۔ تار۔ ڈاک اور ریل وغیرہ کی تمام آمدن انگریزی قرضہ میں جانے لگی۔ جس سے عوام میں سخت پریشانی پھیل گئی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مصری فوج کے ایک افسر عرابی پاشا نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ مگر انگریزی فضائی طاقت نے اسے بہت جلد نگوں کر دیا۔

انگریزی تسلط کے ایک سال بعد ۱۸۸۳ء میں ایک شخص محمد احمد نے مہدی موعود کے بھیس میں سارے ملک میں بغاوت کی آگ پھیلا دی۔ اور ایک طاقتور جماعت بنا کر حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی۔ مصری حکومت نے جنرل ہکس، اور جنرل گارڈن کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ مگر وہ دونوں ناکام رہے۔ چنانچہ سوڈان نے ۱۸۸۵ء میں انگریزی تسلط سے چند روزہ نجات حاصل کر لی۔

کچھ عرصہ بعد انگریزی اور مصری افواج نے مدعی مہدی کے خلاف چڑھائی کی۔ اور اس کے خلیفہ سے حکومت چھین لی۔

فتح سوڈان کے بعد مصر اور انگریزی حکومت کی مشترکہ حکومت قائم ہوئی۔ اور سوڈان کا نظام حکومت ایک گورنر جنرل کے سپرد ہوا۔ جس کا تقرر برطانیہ کی نامزدگی اور مصر کی منظوری سے ہوتا تھا۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں ترکی کا جرمنی کا ساتھ دینے کی وجہ سے برطانیہ نے دولت عثمانیہ کا وہ برائے نام تعلق جو ابھی تک رسمی طور پر تسلیم کیا جاتا تھا۔ ختم کر دیا۔ اور سوڈان کو کلیتہً اپنے تحفظ میں لے لیا۔

۱۹۲۲ء میں برطانیہ نے مصر کی آزادی تو تسلیم کر لی۔ مگر سوڈان کو جوں کا توں رہنے دیا۔*

* مصری قوم پرستوں نے جب اس کے خلاف آواز بلند کی۔ تو برطانیہ نے سوڈان سے مصر کا رہا سہا تعلق بھی توڑ دیا۔ اور مصری فوج کو کلیتہً وہاں سے خارج کر دیا۔ اب مصر کا سوائے اس کے کہ سوڈان کے گورنر جنرل کے تقرر میں مصر سے بھی مشورہ لیا جاتا ہے۔ کوئی تعلق نہیں رہا۔

(خاکسار منیر احمد وینس)

نواب زادہ میاں عباس احمد صاحب کی آمد

قادیان ۱۳ر ماہ اگست۔ نواب زادہ میاں عباس احمد صاحب ابن حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحب آج دوپہر کی گاڑی سے قادیان وارد ہوئے۔ سٹیشن پر حضرت میاں بشیر احمد صاحب اور خاندان نبوت کے بعض احباب اور ان کے دوست موجود تھے۔ جنہوں نے نہایت خلوص سے ان کا خیر مقدم کیا۔

نواب زادہ صاحب موصوف ماہ نومبر ۱۹۴۶ء میں تعلیم کی غرض سے انگلستان وغیرہ ممالک میں گئے ہوئے تھے۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ نہایت کامیابی و کامرانی کے ساتھ واپس آکر خدمات سلسلہ بجا لانے کی سعادت حاصل کریں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضؓ

از خانصاحب منشی برکت علی صاحب جوائنٹ ناظر بیت المال

بے عیب ذات تو خدا ہی کی ہے۔ کوئی فرد بشر ایسا نہیں جو عیب سے پاک ہو۔ لیکن یہ صحیح ہے۔ کہ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم اس درجہ محتاط واقع ہوئے تھے۔ کہ کوئی شخص انگشت نمائی نہیں کر سکتا تھا۔ دنیاوی عزت کے لحاظ سے سول سرجن کے عہدے پر فائز تھے۔ جسمانی رشتے کے اعتبار سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نسبتی برادر اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے نہ صرف ماموں بلکہ خسر بھی تھے۔ مگر اللہ اللہ طبیعت ایسی سادہ پائی تھی۔ کہ خود پسندی و خودستائی نام کو نہ تھی مجلس میں کبھی نمایاں جگہ پر نہ بیٹھتے۔ بلکہ ہمیشہ معمولی جگہ پسند کرتے۔ جلسہ میں صدر بننا پسند نہ کرتے تھے۔ اگر کبھی آپ کو مجبور کیا جاتا۔ تو بادل ناخواستہ منظور فرماتے۔ اور صدارتی ریمارکس میں اعلےٰ درجہ کی نصائح فرماتے۔ آپ حد درجہ متقی اور پرہیزگار تھے۔ مداہنت قطعاً پسند نہیں کرتے تھے۔ تاہم حق بات اس طرح بیان کرتے کہ کسی کو برا معلوم نہ ہوتا۔ طبیعت نہائت متواضع تھی۔ اور تواضع میں کوئی تصنع نہ تھا۔ اور نہ کسی قسم کا رنج دل میں لاتے۔ بلکہ خوشی محسوس کرتے ÷

عرصہ کی بات ہے۔ جب آپ امرتسر میں تبدیل ہو کر آئے تو امرتسر جانے والے احمدی احباب اکثر آپ کے مکان پر جا ٹھہرتے۔ آپ کبھی دل میں میل نہ لاتے اور سب کی اس طرح تواضع کرتے۔ کہ ہر شخص یہ محسوس کرتا۔ کہ گویا حضرت میر صاحب کو ان کے آنے سے خوشی ہوئی ہے۔ ان دنوں وہاں سول سرجن ایک انگریز تھا۔ جس کا نام غالباً سمتھ صاحب تھا۔ اسے آنکھوں کے بنانے میں خاص مہارت تھی۔ اور بلا مبالغہ سینکڑوں مرد اور عورتیں آنکھیں بنوانے کے لئے وہاں جاتے تھے۔ اور شفایاب ہو کر آتے تھے۔ میری والدہ صاحبہ مرحومہ کی نظر بوجہ موتیا بند کے بند ہو گئی تھی۔ میں نے حضرت میر صاحب سے ذکر کیا۔ تو انہوں نے فوراً انہیں دیکھنے کے لئے بلوا لیا۔ حضرت میر صاحب نے ازراہ شفقت خود بڑی احتیاط سے ڈاکٹر سمتھ صاحب سے اپریشن کرا دیا۔ اور پھر والدہ مرحومہ کو ہسپتال میں نہیں رہنے دیا۔ بلکہ اپنے گھر لے آئے جو ہسپتال کے احاطہ میں ہی تھا۔ اور جب تک ان کی حالت تسلی بخش طور پر درست نہ ہو گئی۔ پندرہ بیس دن تک ہم سب کو گھر میں رکھا۔ اور دونوں میاں بیوی یعنی خود حضرت میر صاحب اور ان کی بیوی اہلیہ محترمہ بڑی محبت سے ان کی خاطر داری کرتے رہے۔ نہ صرف ہم سب کو کھانا کھلایا جاتا۔ بلکہ والدہ محترمہ کی بیماری کی وجہ سے اگر کسی خاص پرہیزی کھانے کی ضرورت ہوتی۔ تو ان کے لئے الگ کھانا پکایا جاتا تھا۔ یہ وہ شفقت اور احسان ہے جس کو ہم یعنی میں، اور میری بیوی کبھی نہیں بھول سکتے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ بہتر سے بہتر انہیں احسان کا بدلہ دے۔ اور اب جبکہ وہ اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ پروردگار عالم اپنے فضل وکرم سے قرب کے اعلےٰ سے اعلےٰ مقامات عطا فرمائے آمین۔ ہم صرف حضرت میر صاحب کے احسان کے ہی ممنون نہیں ہیں۔ بلکہ ان کی اہلیہ صاحبہ کے بھی از حد شکرگزار ہیں۔ کہ انہوں نے بھی بیماری کی حالت میں میری والدہ کی بڑی خدمت کی۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں دین و دنیا میں خوشحال رکھے آمین

ایک بڑی خوبی حضرت میر صاحب میں یہ تھی کہ خدا تعالےٰ پر کامل بھروسہ اور توکل رکھتے چنانچہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ قیام امرتسر میں ایک دفعہ باتوں باتوں میں مجھے معلوم ہوا کہ یہاں مہمانوں کی اس قدر کثرت ہے۔ کہ بعض اوقات آپ کی ساری تنخواہ مہمان نوازی میں ہی صرف ہو جاتی ہے۔ مگر آپ بطیب خاطر ان اخراجات کو برداشت کرتے۔

متواضع ہونے کے علاوہ آپ نہائت خوش طبع اور بے لوث انسان تھے ہر شخص جو ان سے بات کرتا یہی سمجھتا کہ میرے ساتھ ان کا خاص مشفقانہ تعلق ہے، اور ہر چند ایک نہیں بلکہ بلا مبالغہ ہزارہا احباب آپ کی اس خوبی کا اعتراف کرینگے۔ بے لوث طبیعت آپ کی شملہ میں تو ایک ضرب المثل ہو گئی تھی۔ ان کے ماتحت وہاں ایک اسسٹنٹ سرجن تھا جو مذہباً شیعہ تھا۔ اور اس کا نام غالباً شریف حسین تھا۔ اس نے مجھے کئی دفعہ کہا کہ میر صاحب نہائت متوکل انسان ہیں۔ ان کی طبیعت میں لالچ بالکل نہیں۔ چونکہ نیک دل۔ خوش مزاج اور متقی اور پرہیزگار ہونے کے علاوہ ڈاکٹر بھی اعلےٰ درجہ کے ہیں۔ اس لئے لوگ انہیں اکثر بیماری پر بلاتے ہیں۔ اور گو قانونی اور سرکاری طور پر ۱۶ روپے فی معائنہ (ٹمنشانہ؟) فیس ملتی ہے۔ مگر وہ پروا نہیں کرتے۔ اور کئی دفعہ مجھے بھیج دیتے ہیں۔ اور بیمار کی حالت معلوم کر کے اعلےٰ سے اعلےٰ نسخہ تجویز کرتے ہیں۔ نیز آپ نے کئی اپنے خاص خاص نسخے جو ان کے تجربہ میں آ چکے ہیں مجھے بتا دیئے ہیں۔ جن کی وجہ سے میرے علم اور تجربہ میں کافی اضافہ ہوا ہے! اور میں نے دنیاوی طور پر بھی بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

لیکن شملہ کی آب و ہوا میر صاحب کے موافق نہیں تھی۔ اور علاوہ اس کے اور بھی وجوہات تھیں۔ جن کی وجہ سے آپ وہاں رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک وجہ یہ تھی۔ کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہاں اپریشن کا موقعہ کم ملتا ہے۔ کیونکہ یہاں کئی ڈاکٹر ہیں جو اپنے اپنے دائرہ عمل میں اپریشن کرتے ہیں۔ اور میرے حصہ میں کام کم آتا ہے۔ بس کا یہ مطلب تھا۔ کہ آپ فطرتاً خلق خدا کو فائدہ پہنچانے کے متمنی تھے۔ چنانچہ آپ نے جلدی وہاں سے تبدیلی کرائی۔

پنشن لے کر آپ دارالامان میں آئے۔ تو محض اس وجہ سے کہ آپ کی طبیعت میں کسی قسم کا دنیاوی لالچ نہیں تھا۔ کہ آپ نے پریکٹس کی اور نہ ہسپتال میں کام کرنا پسند کیا۔ البتہ آپ ہمیشہ دوستوں کی خدمت کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ میری داڑھ میں ایک دفعہ درد ہوا۔ میں نے آپ سے ذکر کیا۔ شام کا وقت تھا۔ آپ اسی وقت میرے ساتھ ہو لئے۔ اور ایک ڈاکٹر کی دوکان سے مجھے ایک دوائی لے دی۔ کہ آج اسے استعمال کر کے رات آرام سے گزارو۔ صبح کوئی علاج کرینگے ÷

ایک دفعہ میرے ماتھے پر ایک گومڑا سا اٹھا۔ اور موٹا سا گولہ بن گیا۔ درد تو کوئی نہیں تھا۔ مگر بڑا بھدا اور بدنما معلوم ہوتا تھا۔ میں نے حضرت میر صاحب سے ذکر کیا۔ گو آپ ہسپتال نہیں جاتے تھے۔ اور نہ آپ پریکٹس کرتے تھے۔ مگر محض میری خاطر از راہ شفقت فرمایا کہ کل صبح میرے پاس آنا۔ میں خود ہسپتال میں جا کر اپریشن کر دونگا اور اس طرح کرونگا کہ ذرا بھی تکلیف نہیں ہوگی۔ چنانچہ میں گیا۔ تو پہلے آپ نے کوئی دوائی لگائی۔ جس سے گوشت بے حس ہو گیا۔ اور بعد میں چیرا دے دیا۔ جس سے مجھے ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی۔

غرض اس طرح کئی احسانات ہیں جو انہوں نے مجھ پر کئے، اور جس کی وجہ سے میں ان کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ اور ہمیشہ ان کے لئے دعا گو ہوں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ صرف میں ہی نہیں۔ بلکہ اور بھی ہزارہا لوگ ہیں

جن کے ساتھ حضرت میر صاحب کا خاص مشفقانہ سلوک رہا ہے۔ اور جو حضرت میر صاحب کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ حضرت میر صاحب ظاہری طور پر عربی کے ڈگری یافتہ عالم نہیں تھے۔ مگر ذاتی علم و فضل میں وہ کمال رکھتے تھے کہ ہر مسئلہ پر حاوی تھے۔ اور قرآن پاک کے مشکل سے مشکل مقامات بآسانی عام فہم طرز میں فرما دیتے تھے۔ کئی آپ کے الفضل میں شائع شدہ مضامین اور طبع شدہ تصانیف اس حقیقت کا بین ثبوت ہیں۔

نثر کے علاوہ نظم کہنے میں بھی کمال رکھتے تھے۔ آپ کے اشعار نہ صرف بلند پایہ مضامین پر مشتمل ہوتے۔ بلکہ زبان بھی نہایت پاک صاف ستھری سلیس اور بامحاورہ ہوتی تھی۔ اور ان سب کہنہ مشق شاعروں کی سی روانی ہوتی۔ بعض نظمیں جو آپ نے خداتعالیٰ کی حمد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں لکھیں۔ ایسی مقبول عام ہوئیں۔ کہ آج تک اکثر خوشی کے موقعوں پر پڑھی جاتی ہیں۔

جلدی میں آج یعنی ۲ر کو جو چند باتیں یاد آئیں۔ لکھدی ہیں۔ ورنہ حضرت میر صاحب کے محامد بہت ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنے بہشت بریں میں جگہ دے۔ اور آپ کے درجات بلند کرے۔ آمین۔

درخواستہائے دعا

(۱) مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب کو موتیا بند کی شکایت ہے۔ (۲) محمد اقبال صاحب کارکن دفتر دعوت و تبلیغ چند روز سے بیمار ہیں۔ (۳) عبد الرشید صاحب آف بھمبر و کے میٹرک کے امتحان کا ابھی نتیجہ نہیں نکلا۔ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ (۴) ملک فضل حسین صاحب دارالفضل کی اہلیہ صاحبہ عرصہ سے شدید بیمار ہیں (۵) قاضی محمد صدیق صاحب کاتب الفضل کی اہلیہ صاحبہ شدید بیمار ہیں۔ (۶) مسماۃ کرم بی بی اہلیہ رشید الدین صاحب موضع ننگل باغبانان بیٹہ کی [illegible] کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہیں۔ احباب دعا [illegible]

موجودہ ویدوں میں کیا کیا مضامین ہیں

(از جناب مولوی ناصر الدین۔ صاحب عبد اللہ چترویدی کاویہ تیرتھ قادیان)

اکثر دوست یہ دریافت کیا کرتے ہیں۔ کہ ویدوں میں کیا لکھا ہے۔ اور ان کا یہ سوال کرنا بجا بھی ہے۔ کیونکہ مسلمان عیسائی وغیرہ تو دور رہے۔ خود ہندوؤں میں ۹۹ فی صدی وہ لوگ ہیں جنہوں نے چاروں وید دیکھے بھی نہیں۔ نینی تال ہندوؤں کا ہی شہر بلکہ ان پہاڑی علاقوں کے ہندو لوگوں کا تیرتھ ہے۔ ۱۹۳۳ء میں بنارس یونیورسٹی بند ہونے پر وہاں میں گیا۔ اتفاقاً رگوید کی ضرورت پڑی۔ سارے شہر میں تلاش کیا۔ کسی کے پاس نہ ملا۔ بلکہ پنڈت بھیرودت صاحب بولے۔ "۹۰ برس کا ہو گیا ہوں۔ دل میں شوق ہی رہا، کہ کہیں سے رگوید ملے۔ تو پڑھوں مگر افسوس کہ آج تک یہ شوق پورا نہ ہوا۔" اب رہا ان کے جاننے والوں کا سوال کہ وہ کتنے ہیں۔ سو یہ اس سے بھی خطرناک ہے۔ سنسکرت کے عالموں میں ایک فی صدی بھی ایسے نہیں۔ جو کہ چاروں ویدوں کو باترجمہ پڑھے ہوں۔ بنارس سنسکرت کا گھر ہے۔ وہاں درجنوں علمائے سنسکرت موجود مگر چاروں ویدوں کے عالم تین بھی نہیں ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ویدک دھرمی ماہوار رسالے "گنگا" نامی نے یہ لکھا تھا۔ کہ "ویدوں کے عالم دنیا میں صرف پانچ ہیں۔ ان میں تین انگریز اور دو ہندوستانی ہیں"۔ ان دو ہندوستانیوں میں سے ایک پنڈت رودر دیو صاحب تھے۔ مگر بوجہ اس کے کہ وہ میرے استاد ہیں۔ مجھے خوب پتہ ہے۔ کہ وہ رگ۔ یجر۔ اور سام کو تو جانتے ہیں۔ لیکن اتھروید کے وہ بھی پورے عالم نہیں ہیں۔ اس لئے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ ان ویدوں کی مجمل سی حالت آج بیان کر دی جائے۔ رگ کے معنے نظم۔ یجو (یجر) کے معنے نثر۔ اور سام کے معنے گانا کے ہیں۔ اتھروا نامی ایک بزرگ رشی تھے۔ جو اتھروید انہی کے نام کی طرف منسوب ہے۔ ویدوں کا اکثر حصہ نظم ہی ہے۔ جو کہ سات بحروں میں کیا گیا ہے۔ جس طرح آج کل کے بعض شاعر اپنے شعروں میں اپنا تخلص دیتے ہیں۔ ویسے ہی وید منتر بناتے وقت۔ اکثر بزرگ لوگ اپنے نام اپنے اپنے منتروں میں دیتے تھے۔ چنانچہ کشیپ۔ وشوامتر۔ وششٹھ وغیرہ بیسیوں رشیوں کے نام ان وید منتروں میں موجود ہیں۔ مردوں کے علاوہ بعض عورتوں نے بھی وید منتر بنائے تھے۔ ان کے نام بھی ان کے منتروں میں موجود ہیں۔ مثلاً مہرشی کگھیوان کی بیٹی "گھوشا" کا نام ان کے منتروں میں موجود ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں۔ اکثر وید منتر نظم یعنی شعر ہیں۔ اس لئے زمانہ حال کے مشہور ہندو مورخ پنڈت شکدیو بہاری مشر اور شیام بہاری مشر نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "بھارت ورش کا اتہاس" میں وید منتر بنانے والے سب رشیوں کو "شاعر" لکھا ہے۔ بلکہ رگوید کے ایک منتر بنانے والے رشی نے بھی باقی رشیوں کو اپنے منتروں میں "شاعر" ہی لکھا ہے۔

مضامین

نوے فی صدی منتر محض شرک کی ہی تعلیم دے رہے ہیں۔ آگ۔ پانی۔ زمین۔ آسمان بادل۔ سورج۔ چاند۔ حتیٰ کہ گنگا۔ جمنا۔ بیاس۔ ستلج۔ وغیرہ دریاؤں تک کی عبادت و پوجا کا ذکر ویدوں میں موجود ہے۔ جس طرح قرآن کریم اللہ تعالےٰ کے نام سے شروع ہو کر اللہ (برب الناس) کے نام پر ہی ختم ہوتا ہے۔ یعنی آخری سورت میں بھی اللہ تعالےٰ کا ہی ذکر ہے۔ وید اس کے بالکل برعکس عناصر پرستی سے شروع ہو کر عناصر پرستی پر ہی جا کر ختم ہوتے ہیں۔ چنانچہ سام وید آگ کی پوجا سے شروع ہو کر برہسپتی دیوتا کی پوجا پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ رگوید شروع ہی آگ کی پوجا سے ہوتا ہے۔ علاوہ ان موجود دیوتاؤں سورج۔ چاند وغیرہ کی پوجا کے بہت سے موہوم اور فرضی دیوتاؤں اندر۔ متر۔ ورن۔ وغیرہ کی پوجا کے بھی بہت سے منتر ہیں۔ چنانچہ پچھلے مشہور آریہ سماجی عالم پنڈت ستیہ ورت شاستری پرنسپل گورنمنٹ کالج [illegible] نے صاف لکھا تھا۔ کہ ویدوں میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں۔ جسے فی الحقیقت ایشور کا نام کہا جا سکے۔ بلکہ ان میں دیوتاؤں کے ہی نام اور انہی کی پوجا کا تذکرہ ہے۔ ان ویدوں کے بنانے والے ایشور کو جانتے ہی نہیں تھے۔ یعنی انہیں پتہ نہ تھا۔ کہ ایشور بھی کوئی ہے۔ [illegible] دہریت کے مؤید منتر بھی ویدوں میں بہت سے ہیں۔ اس لئے شری کرشن بھگوان نے ان ویدوں کی تردید کی ہے۔" (رسالہ سنسکرت رتناکر)

ماحصل یہ کہ ویدوں کی جان دھگر شرک ہے۔ جس سے کسی با انصاف ویدک دھرمی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ ہاں بعض منتر اتھروید وغیرہ میں ایسے ہیں جو کہ بہت بعد میں ملائے گئے۔ ان میں ادنیٰ ناقص درجے کی توحید کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

(۲) گوشت خوری اور حیوانی قربانی کے بہت سے منتر بھی ویدوں میں موجود ہیں۔ قیمتی سے قیمتی حیوانوں کو ذبح کرنے کا حکم ہے۔ حتیٰ کہ دودھ دیتی ہوئی گائے کو ذبح کرنے کا حکم وید میں ہے۔ اگرچہ اونٹ۔ ہاتھی۔ گھوڑے بکرے وغیرہ اکثر حیوانوں کی قربانی کا حکم ویدوں میں موجود ہے۔ مگر سب سے زیادہ ثواب اور اعلیٰ قربانی گائے بیل کی ہی بتائی گئی ہے۔ ویدوں سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ اس زمانے میں زیادہ تر گائیں ہی ذبح ہوتی تھیں۔ رگوید میں صاف لکھا ہے۔ "شسنے نہ گاوہ" یعنی جیسے مذبحوں میں گائیں ذبح ہوتی ہیں۔ نجات کا یقینی ذریعہ ویدوں نے گائے کی قربانی ہی بتائی ہے۔ یہ قربانیاں کئی قسم کی ہیں۔ چنانچہ اشومیدھ یگیہ نامی قربانی میں ۳۲۷ حیوان ذبح کرنے کا حکم ہے۔

(دیکھا تیائن شروت سوتر)

چند ایک منتر انسانی قربانی کے بھی ویدوں میں آتے ہیں۔ اور مہابھارت جیسی کتاب سے اس بات کی شہادتیں ملتی ہیں۔ کہ عوام ویدک دھرمیوں کا تو کہنا ہی کیا۔ اُس زمانے کے ویدک دھرمی راجے مہاراجے بھی کثرت سے گائے بیل کی قربانی کے علاوہ اپنے بیٹوں تک کی قربانی کرتے تھے

(۳) مخلوق کی پیدائش کا خود ساختہ سا طریق ویدوں میں مذکور ہے۔ جس سے ذات پات اور چھوت چھات کو بہت تقویت پہنچتی ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ذات پات کی اونچ نیچ اور چھوت چھات کی بنیاد ہی ویدوں نے ہی رکھی تھی

(۴) غیر ویدک دھرمی لوگوں سے سختی کرنے کے بھی کئی منتر موجود ہیں۔ جن میں ان کو قتل کرنے اور پھر اُن کے گھر بار لوٹنے کا حکم دیا گیا ہے۔ غیروں کے لئے بڑے بڑے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں انہیں "بڑے کتے" کہا گیا ہے۔ ایسے حسد و جدال والے منتر بھی کافی تعداد میں ہیں

(۵) دوسروں کے لئے بددعائیں کثرت سے آتی ہیں۔ قریباً ۲۰۰ منتر چاروں ویدوں میں ایسے ہیں۔ جن میں غیر ویدک دھرمی لوگوں کو تباہ و برباد کرنے کی دعائیں کی ہیں۔ کہ دب گھاس کو بھی دیوتا مان کر اس سے تمنا و التجا کی گئی ہے۔ کہ ہمارے دشمنوں کو چیر پھاڑ ڈال (اتھروید)

(۶) جوئے کی تعریف میں کئی منتر کہے گئے ہیں۔ اتھروید کانڈ ۷ سوکت ۵۰ و کانڈ ۶ سوکت ۱۲۹ محض جوئے کی تعریف میں ہیں۔ جوئے کی کوڑیوں کو دیوتا مان کر اُن سے جوئے میں فتح کی پُر زور التجا کی گئی ہے۔ رگوید کے ایک سوکت میں جوئے کی تعریف بھی کی گئی ہے۔ اور اس کے ایک منتر میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ "جؤا نہ کھیلو۔ کھیتی باڑی کرو" اس سوکت کے متعلق ویدوں کی ڈکشنری کے مصنف اور کٹر ویدک دھرمی مہرشی یاسک لکھتے ہیں "کہ یہ رشی منتر بنانے والا پہلے منتر میں تو جوئے کی کوڑیوں تک کی تعریف کر رہا ہے۔ لیکن بعد کے منتروں میں انہیں بُرا کہہ رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سارا سوکت جوئے سے تھکے ہوئے رشی کا ہے" (نرکت ادھیائے ۹ ھ ۵) چنانچہ اسی بنا پر آپستمبھ دھرم سوتر جیسی مستند کتاب میں صاف لکھا ہے "نیک پاک ویدک دھرمی لوگ جؤا کھیلا کریں" ہمارے خیال میں یہ ویدک تعلیم ہی تھی جس کے باعث جنگ مہابھارت جیسی عظیم الشان جنگ ہوئی جس میں ۴۳ لاکھ ویدک دھرمی ویدک دھرمیوں کے ہاتھوں سے ہی قتل ہوئے تھے۔ کوروں اور پانڈوؤں نے مل کر آپس میں جؤا کھیلا۔ سب مال و دولت ہار جانے پر پانڈوؤں نے اپنی بیوی دروپدی کو بھی جوئے کی بازی میں لگا دیا۔ اسے بھی کوروں نے جیت لیا۔ اور برسرعام اس معزز خاتون کی ہتک کی۔ اسی سے اس جنگ کی بنیاد پڑی تھی۔

(۷) کئی راجاؤں کی تعریف میں بھی اُن بعض رشیوں نے وید منتر بنائے تھے کیونکہ وہ ان کے پروہت تھے۔ مثلاً مہرشی وشوامتر راجہ سداس کے پروہت تھے۔ رگوید کے تیسرے منڈل میں مہرشی وشوامتر نے بہت سے اپنے منتروں میں اس راجہ کا ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی اور کئی رشیوں نے اپنے یجمان راجاؤں کی تعریف میں وید منتر بنائے۔ جو کہ اب بھی ویدوں میں موجود ہیں۔ اس لئے ویدوں میں تاریخ کو مہرشی یاسک نے بھی تسلیم کیا ہے۔ لہذا یہ قطعاً غلط ہے۔ کہ ویدوں میں تاریخ نہیں ہے۔

(۸) کئی اور قصے کہانیاں بھی ویدوں میں مذکور ہیں۔ بعض تو عشقیہ کہانیاں ہیں مثلاً راجہ پُرورَوا اور اروشی کا قصہ یہ رگ وید میں آتا ہے۔ اس کی تصدیق نرکت اور شتپتھ برہمن وغیرہ کئی کتب نے بھی کی ہے۔ اس کے بعض منتر ایسے ننگے اور فحش ہیں۔ کہ اُن کا درج کرنا بھی مناسب نہیں۔

(۹) بدتہذیبی کے کئی منتر ویدوں میں اور وہ ایسے ننگے ہیں۔ کہ انہیں کسی عبارت میں بھی درج نہیں کیا جا سکتا۔ اور لطف یہ کہ بعض اہم عبادتوں کی جزو [illegible] اور گالی گلوچ کو قرار دیا گیا ہے۔ اور کاتیائن شروت سوتر اور شتپتھ برہمن جیسی مستند کتب (جنہیں سوامی دیانند صاحب نے بھی مستند مانا ہے) نے اس کی پُر زور تصدیق و تائید کی ہے۔ افسوس تو یہ ہے۔ کہ ایسے امور جن کے بیان کرنے میں بدتہذیبی اور بے حیائی کو قطعاً دخل نہیں۔ وہاں بھی بدتہذیبی دکھائی گئی ہے۔ مثلاً نکاح کے منتر میں ان میں بعض منتر نہایت فحش ہیں۔ حالانکہ یہاں تو میاں بیوی کے حقوق بیان کر کے انہیں ایمان اور تقویٰ کا پابند ہونے کی نصیحت کرنی چاہیئے۔ ایسے ہی علم طب کے بعض منتر نہایت گندے ہیں۔ بعض مثالیں بھی گندی دی گئی ہیں۔ مثلاً سوم رس نچوڑتے وقت برتن میں گرتے آواز کرتا ہے۔ لکھتا ہے "جیسے نوجوان لڑکی اپنے یار کو اونچی آواز سے پکارتی ہے۔ ویسے یہ آواز کرتا ہے" پھر لکھا ہے۔ "سوم رس یوں برتن میں پہنچ جاتا ہے۔ جیسے یار اپنی محبوبہ کے پاس پہنچ جاتا ہے (رگوید) ہر عقلمند جانتا ہے۔ کہ ان مواقع پر پاک سے پاک مثالیں مل سکتی تھیں۔ اتھروید کے بعض سوکت پورے کے پورے ایسے فحش ہیں۔ کہ ان کا ایک منتر یہاں درج کرنا بھی جرم ہے۔

(۱۰) عقل و مشاہدہ اور صحیح علم کے خلاف بہت سی باتیں ویدوں میں آتی ہیں۔ خصوصاً سورج اور چاند کے متعلق تو ان لوگوں نے بہت ہی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ سورج کے متعلق لکھا ہے "یہ سورج پہلے اس زمین پر تھا دیوتا اپنی پیٹھوں پر رکھ کر اسے اوپر جنت میں لے گئے (یجروید) پھر لکھا ہے "سورج شام کو جو غروب ہوتا ہے۔ یہ زمین پر آ کر کسی برہمن کے ہون کرنے کے گڑھے میں گھس جاتا ہے۔ صبح جب وہ پجاری ہون کرنے کے لئے آگ جلاتا ہے۔ تو سورج بھگوان پیدا ہو کر فوراً اوپر چلے جاتے ہیں" (اتھروید شتپتھ برہمن) پھر لکھا ہے "سورج مغرب سے مشرق [illegible] مغرب کو جاتا ہے۔ چاند کے اندر جو [illegible] ہیں جو کہ چودہویں کی رات کو نظر آیا کرتے ہیں۔ وید کہتے ہیں۔ کہ چاند میں جو سیاہی سی نظر آتی ہے سو در اصل بات یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ دیوتاؤں نے وشنو کا جو مردہ حصہ تھا۔ اس کو اٹھا کر اوپر لے جا کر چاند میں رکھ دیا تھا۔ (یجروید شتپتھ برہمن) چاند بوجہ زمین کے حائل ہو جانے کے جو ہم اہل زمین کو کم ہوتا نظر آتا ہے اور پھر ایک دن دکھائی ہی نہیں دیتا اس کے متعلق لکھا ہے "چاند ایک ایک حصہ کاٹ کاٹ کر دیوتاؤں کو دیتا رہتا ہے جب صرف ایک ہی باقی رہ جاتا ہے۔ تو وہ زمین پر آ کر گھاس اور پانی میں ملجاتا ہے۔ گائے اُسے گھاس کھاتے وقت اور پانی پیتے وقت ساتھ ہی نگل لیتی ہیں۔ جب پجاری ان کا دودھ دوہتا ہے۔ چاند بھگوان دودھ میں ہوتے ہیں اب پجاری اس دودھ کو لے کر اس کا گھی نکال کر ہون کرتا ہے۔ چاند بھگوان فوراً پیدا ہو کر آسمان پر دکھائی دیتے ہیں" (رگوید شتپتھ) یہ بات ان بزرگوں نے اتنے یقین سے کہی ہے کہ صاف فرماتے ہیں "اگر پجاری ہون نہ کرے۔ تو سورج اور چاند کبھی بھی پیدا نہ ہوں (شتپتھ برہمن)

ایسے ہی اور بہت سی ہوائی باتیں ویدوں میں آتی ہیں۔ ہاں بعض منتروں میں علم و عقل کے مطابق بھی ہیں۔ لیکن ایسی ہوائی باتیں بہت سی ہیں۔

(۱۱) جنت کا ذکر ویدوں میں ہے۔ بتن کرتے ہوئے انہوں نے مانا ہے۔ زمین اُس کے اوپر آسمان کے اوپر جنت ہے۔ جنت کے [illegible] ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ جنت میں [illegible] اور شہد کی نہریں بہتی ہیں۔ اس میں نیک لوگ ہی جاتے ہیں اسی کا نام نجات ہے۔ جو کہ دوبارہ جنت سے کبھی واپس نہیں آتا جنت اس زمین سے ایک [illegible] کو سر [illegible] ہے۔ (ایتریہ برہمن) اور وہ بہت ہی لمبا چوڑا ہے [illegible]

تناسخ اور عدم وشار روح و مادہ کی تائید کے کئی منتر ویدوں میں آتے ہیں
(۱۲) اتھروید میں طب کا مضمون بھی ہے۔ لیکن وہ اکثر پر شرک منتروں کا مجموعہ ہے۔ یعنی بھوت پشوں کو دیویاں مان مان کر ان سے دعائیں کی گئی ہیں کہ "اس مریض کو شفا دو"۔ اور نامردی کے نسخوں والے منتر تو بدتہذیبی اور شرک دونوں کا مجموعہ ہیں۔ جھاڑ پھونک کے منتر بھی اتھروید میں آتے ہیں۔

(۱۳) اتھروید کے دو مختلف نسخے آج ملتے ہیں۔ ایک کے بیس کانڈ ہیں۔ اور دوسرے کے انیس ۱۹ ہیں۔ پہلے کا نام شونک شاکھا اور دوسرے کا نام پپلاد شاکھا ہے۔ پنڈت ویدک منی وغیرہ علمائے ویدک دھرم کا مذہب ہے۔ کہ اصل اتھروید پہلے دس کانڈ ہی ہیں۔ بعد کے سب کانڈ ملحقہ وید ہیں۔ اور وہ بعد کا حصہ انگرا رشی نے کافی دیر بعد اس کے ساتھ ملایا تھا۔ یہ تحریف کا الگ سوال ہے۔ لہذا اسے ہم چھوڑتے ہوئے صرف بیان کرتے ہیں۔ کہ اس بیسویں کانڈ میں ایک احمد نامی رشی کی آمد کا ذکر ہے۔ جس کی علامات یہ بتائی گئی ہیں "وہ کسی بڑے رشی کا نائب ہوگا" "اس کا ہیڈ کوارٹر قادون ہوگا" اس کے مخالف نہایت گندے اور ظالم ہوں گے۔ مگر وہ ان کو تلوار سے نہیں۔ بلکہ اپنی دعاؤں سے تباہ کریگا" اس کے زمانے میں کئی قسم کی تباہیاں آئیں گی۔ اوپر سے آگ برسے گی بسل اور مرض دق کا زور ہوگا۔ وہ رشی کرشن بھی ہوگا۔ اس کا ہیڈ کوارٹر ایک اس ندی کے قریب ہوگا۔ جو کہ دو علاقوں کی حد فاصل مانی جاتی ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ

(نوٹ) اس مضمون پر اخبار میں اس سے زیادہ لکھنا مناسب نہیں۔ صرف یہ کہہ کر ہم ختم کرتے ہیں۔ کہ انہیں کو [illegible] اصل کو ان ویدوں میں دیکھ کر اتھروید کے دھرمی مہرشی یاسک [illegible] کی ڈکشنری نرکت ہو [illegible] اعلیٰ رشی تھے جو تمام مذہب

سے پورے واقف یعنی ملہم تھے۔ وہ زبانی ہی اصل وید منتر جو کہ الہامی تھے دوسروں کو سنایا کرتے تھے۔ ان کی موت کے بعد وہ رشی ہوئے جو کہ ملہم تو درکنار مذہب سے بھی پورے واقف نہ تھے۔ انہوں نے پھر یہ وید بنالئے" ایسے ہی اور کئی جگہ پر اس مہرشی نے ان ویدوں کو مشرک لوگوں اور بعض جواریوں کے بنائے ہوئے قرار دیا ہے۔ شری کرشن جی نے بھی ان ویدوں کو الہامی نہیں مانا۔ بلکہ گیتا میں ان کی مذمت ہی کی ہے۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ "اعلیٰ تالاب ملجانے پر ایک چھوٹے سے پانی کے گڑھے کی جس قدر ضرورت انسان کو رہ جاتی ہے۔ اتنی ہی ضرورت سمجھدار برہمن کو ان ویدوں کی ہے" (گیتا)

یہی وجہ ہے۔ کہ آج بھی کرشن جی کی جنم بھومی متھرا وغیرہ میں ان کے بھگت گیتا اور شری مد بھاگوت کا ہی درس گھر گھر کرتے اور سنتے ہیں۔ مگر ان ویدوں کا نام بھی نہیں لیتے۔ دکھ کی بات تو یہ ہے۔ کہ بیشک یہ وید معمولی رشیوں کے ہی بنائے ہوئے تھے۔ جیسا کہ مہرشی یاسک جی فرمارہے ہیں مگر افسوس کہ وہ ناقص وید بھی تو اصلی حالت میں نہ رہے۔ مثال کے طور پر آپ سام وید کو لیں۔ اس کے متعلق مہابھاشیہ جیسی مستند کتاب میں لکھا ہے۔ "سہسر ورتما سام وید" یعنی ایک ہزار مختلف نسخے سام وید کے ہوگئے ہیں" یعنی ایک سام وید میں تبدیلی کر کے ویدک دھرمیوں نے ایک ہزار مختلف سام وید بنا دیئے پھر ۹۹۹ تو مٹ گئے۔ آج صرف ایک نسخہ باقی ہے۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اصلی ادھورا اور ناقص سام وید بھی مٹ گیا۔ یا یہ ہے جو ایک باقی ہے اس پر احباب باقی تینوں ویدوں کو قیاس کرلیں (خاکسار)

جتر ویدی ناصر الدین عبد اللہ۔ وید بھوشن مولوی فاضل کاویہ تیرتھ قادیان۔

سالانہ اجتماع ۱۳۲۶ھش — انتخاب صدر

"یہ امر مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ کہ صدر کے انتخاب کے موقعہ پر ہر جماعت کا ووٹ اس جماعت کے افراد کے لحاظ سے شمار ہونا چاہیئے۔ ایسے موقعہ پر پہلے سے آئندہ سال کے لئے عہدیداروں کے نام منگوا لینے چاہئیں۔ اور ان ناموں کی بیرونی جماعتوں کو اطلاع دیدینی چاہیئے۔ کہ فلاں فلاں نام صدارت کے لئے تجویز کئے گئے ہیں۔ ان کے متعلق اپنی جماعت کی رائے دریافت کرکے اپنے نمائندہ کو اطلاع دیدی جائے۔ مگر اس بات کا نہایت سختی سے انتظام کرنا چاہیئے کہ انتخاب کے موقعہ پر کسی قسم کا پروپیگنڈا نہ ہو۔ یہ اسلامی ہدایت ہے۔ جو شخص اس ہدایت کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ مجرم ہے۔ ہر شخص کی جو ذاتی رائے ہو وہی اسے پیش کرنی چاہیئے...... مین مجلس میں ایک دوسرے کو اپنے اپنے دلائل پیش کرنیکا حق حاصل ہے۔ مگر یہ جائز نہیں۔ کہ الگ اور مخفی طور پر دوسروں کو تحریک کی جائے کہ فلاں کے حق میں رائے دیجائے اس قسم کا پروپیگنڈا اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ ہاں جیسے کہ میں نے بتایا ہے۔ مجلس میں آکر اپنے اپنے دلائل دیئے جاسکتے ہیں" (تقریر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جو موقعہ سالانہ اجتماع ۱۳۲۳ھش فرمائی گئی)

صدارت کے انتخاب کے سلسلہ میں حضور کی ذریں ہدایات حضور کے الفاظ میں درج کردی گئی ہیں مجالس اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل کارروائی کریں۔ (۱) اپنی مجلس عامہ کا اجلاس منعقد کرکے صدارت کیلئے موزوں خادم کا انتخاب کریں اور اس انتخاب کی اطلاع یکم تبوک ۱۳۲۶ھش (یکم ستمبر ۱۹۴۷ء) تک مرکز میں پہنچا دیں

(۲) یکم ستمبر تک موصول شدہ ناموں کا مرکز کی طرف سے اخبار میں اعلان کر دیا جائیگا

(۳) جن ناموں کا اعلان ہوگا۔ مجالس پھر ایک اجلاس منعقد کرکے ان میں سے کسی ایک کو صدر منتخب کریں گی۔ اور اپنی مجالس کی رائے سے اپنے نمائندہ کو آگاہ کردیں گی (۴) نمائندہ مجلس انتخاب میں اپنی مجالس کی رائے پیش کرے گا۔

(معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان)

زمیندار نوجوان اور وقف زندگی کا مطالبہ

قرآن مجید میں مومنوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ کہ وہ موقعہ اور محل کے مطابق کام کرتے ہیں۔ جب نماز کا وقت ہو نماز پڑھتے ہیں۔ جب جہاد کا وقت ہو۔ تو جہاد میں شریک ہوتے ہیں۔ جو بھی وہ کام کرتے ہیں وہ عین موقعہ اور محل کے مطابق کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں ہمارے لئے سب سے بہتر عمل صالح اپنے امام کی آواز پر لبیک کہنا اور آپ کے ارشاد کے مطابق حرکت کرنا ہے۔ کئی دن گذر گئے ہیں۔ کہ حضور نے جماعت کے زمینداروں سے مطالبہ کیا تھا۔ کہ وہ اپنی زندگیاں وقف کریں۔ ان کی سلسلہ کو ضرورت ہے۔ اس وقت تک بہت تھوڑی درخواستیں وقف کی آئی ہیں۔ زمیندار وہ ہوں۔ جو بطور کاشتکار کام کرنے کے لئے وقف کریں۔ زمیندار نوجوانوں کے لئے یہ خدمت دین کا سنہری موقعہ ہے ہوسکتا ہے۔ کہ ان کا اپنے آپ کو خدا کے لئے وقف کردینا ہی ان کی نجات اخروی کا موجب ہو۔ اس لئے دوست بہت جلد اپنی زندگیاں وقف کریں۔ تا سلسلہ کی ضرورت کو پورا کیا جاسکے۔ اور اگر کوئی ایسے دوست ہوں کہ وہ اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے وقف نہ کریں۔ تو وہ بطور مزارعہ ہی سندھ جانے کے لئے تیار ہوکر پیش کریں اس طرح علاوہ خدمت کے ان کو کافی مالی فائدہ بھی پہنچ جائے گا۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید قادیان)

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدیداروں کو ۳۰ راپریل ۱۹۴۸ء تک منظور کیا جاتا ہے۔ اس دوران میں اگر کوئی تغیر و تبدل ہو تو اس کی اطلاع نظارت علیا کو دے کر منظوری حاصل کی جائے۔ (ناظر اعلیٰ)

چھمبیاں

پریذیڈنٹ ملک محمد دین صاحب
سکرٹری مال نعمت اللہ صاحب
" تعلیم و تربیت صوفی رحمت اللہ صاحب

تھمبو (برما)

پریذیڈنٹ حمید احمد صاحب
جنرل سکرٹری بشارت احمد صاحب

اورا بھاگا بھٹی

سکرٹری مال چوہدری نذیر احمد صاحب
" تعلیم و تربیت " شاہ محمد صاحب
" دعوۃ و تبلیغ " غلام نبی صاحب
" امور عامہ " کریم بخش صاحب
" وصایا " عمر الدین صاحب
پریذیڈنٹ " نذیر احمد صاحب

بسنہ ضلع رائے پور

پریذیڈنٹ بابو محمد سرور صاحب
جنرل سکرٹری سید جلال الدین صاحب
سکرٹری مال }
" تبلیغ } ملک احمد خاں صاحب
" تعلیم و تربیت }

کلسیا

نوٹ: (یہ جماعت بھاکا بھٹیاں سے علیحدہ کی گئی ہے)

پریذیڈنٹ چوہدری محمد نواز خانصاحب
سکرٹری مال " بہاول خانصاحب
" تبلیغ " شہابل خانصاحب
" تعلیم و تربیت میاں تاج الدین صاحب
" ضیافت چوہدری محمد نواز صاحب
" امور عامہ " بہادل خانصاحب

چنگا بنگیال

سکرٹری مال منشی ننھے خانصاحب
" تبلیغ مولوی لعل خانصاحب

علینو والی

پریذیڈنٹ چوہدری غلام رسول صاحب
سکرٹری مال " عمر الدین صاحب

ایبٹ آباد

پریذیڈنٹ مولوی عبد السبوح صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت } ملک
" تبلیغ } عزیز احمد صاحب
آمین مولوی عبد السبوح صاحب
سکرٹری مال و محاسب فریدول خانصاحب

ننگے ضلع گجرات

پریذیڈنٹ مولوی غلام رسول صاحب
سکرٹری تبلیغ چوہدری غلام حیدر صاحب
" مال منشی خان محمد صاحب
" تعلیم و تربیت میاں حسن محمد صاحب
" امور عامہ چوہدری غلام محمد صاحب

داؤد

پریذیڈنٹ حافظ عبد الحکیم صاحب

بھاگلپور

سکرٹری مال مولوی عبد الحکیم صاحب
" تبلیغ عبد الاحد خانصاحب
" تعلیم و تربیت محمد اکرام الحق صاحب
" امور عامہ و خارجہ مولوی اختر علی صاحب

مسن باڈہ

سکرٹری مال اللہ جوڑیا خاں صاحب
" تبلیغ محمد صدیق صاحب
" تعلیم و تربیت حکیم محمد علی صاحب
" امور عامہ حاجی غلام محمد خانصاحب

رانچی

پریذیڈنٹ محمد الدین احمد صاحب پال
وائس پریذیڈنٹ سید محی الدین احمد صاحب
جنرل سکرٹری " " "
سکرٹری تبلیغ ناصر احمد صاحب پال
" تعلیم و تربیت سمیع اللہ صاحب
" مال و محاسب سید ذوالفقار علی شاہ صاحب
آڈیٹر عبد الرشید صاحب

بنگلور

نوٹ:- پہلا انتخاب جماعت کی درخواست پر منسوخ کر کے مندرجہ ذیل عہدیداران کی منظوری دی جاتی ہے۔

پریذیڈنٹ سید ظہور احمد شاہ صاحب
وائس پریذیڈنٹ جی ایم عبد الرحیم صاحب
سکرٹری تبلیغ بشیر احمد صاحب
" مال محمد مصطفیٰ صاحب
" تعلیم و تربیت } مولوی محمد امام صاحب
" وصایا }
" امور عامہ میر محمد نقی صاحب

زیرہ

سکرٹری مال مولوی محمد عبد اللہ صاحب

چک ۵ درکھانہ

پریذیڈنٹ منشی خدا بخش صاحب دامر
سیکرٹری مال } چوہدری ولی بخش صاحب
" امور عامہ }
" تبلیغ میاں اللہ رکھا صاحب

علی پور کھیڑہ

پریذیڈنٹ خان محمد ظہیر الدین صاحب
سیکرٹری مال " محمد اسلم صاحب
" امور عامہ " نادر بخت صاحب

ملتان

پریذیڈنٹ شیخ فضل الرحمٰن صاحب اختر
وائس " چوہدری محمد حسین صاحب
سکرٹری تبلیغ مہر عاشق محمد صاحب
" تعلیم و تربیت چوہدری محمد حسین صاحب
" امور عامہ ملک بشیر محمد صاحب
" وصایا خان غلام حسن خان صاحب
سکرٹری مال بابو عبد الرؤف صاحب
جنرل سکرٹری " منظور احمد صاحب

ضروری اعلان

وصیت پر گواہان اپنا پورا پتہ تحریر نہیں کرتے۔ اسلئے دوبارہ وصیت مکمل کرانی پڑتی ہے۔ اور اگر پورا پتہ درج نہ ہو تو پھر بوقت ضرورت اس گواہ کا پتہ ہی نہ چل سکیگا۔ اس لئے گواہان کو چاہیئے۔ کہ اپنے نام کے ساتھ ولدیت اصل سکونت ڈاکخانہ و ضلع ضرور لکھا کریں۔

(۲) عورت کی وصیت میں زیور کا ذکر ضرور کیا جائے۔ اگر زیور نہیں ہے تو بھی لکھنا چاہیئے کہ زیورات نہیں ہے۔ سکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان

ولادت:- مرزا مبارک احمد صاحب ابن مرزا محمود بیگ صاحب بھٹی کے ہاں ۲۴ جولائی کو لڑکا تولد ہوا۔ جس کا نام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسعود تجویز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ قاضی بشیر احمد

انڈونیشیا کیلئے پاکستان طبی امدادی وفد کی تجویز!

لاہور ۳ر اگست۔ پنجاب پاکستان ایمبولینس سوسائٹی نے انڈونیشین فوجوں کو طبی امداد پہنچانے کے لئے ایک وفد بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے اس سلسلے میں مسٹر جناح کا مشورہ بھی حاصل کیا جا رہا ہے۔ سردست جو فیصلہ ہوا ہے اس کے مطابق وفد چار تجربہ کار ڈاکٹروں اور بیس عام طبی امداد کے ماہرین پر مشتمل ہوگا۔

ریلوے لائن اور دیگر متعدد علاقے نظام گورنمنٹ کی تحویل میں

حیدر آباد ۲ر اگست نظام گورنمنٹ نے ایک اعلان میں بتایا ہے کہ برطانوی حکومت اور نظام گورنمنٹ کے درمیان یہ طے پایا ہے کہ وہ تمام علاقے اور ریلوے حدود جو پہلے نظام گورنمنٹ کی ملکیت تھے۔ اور آجکل حکومت ہند کے ماتحت ہیں۔ ۲۵ر اگست سے حکومت نظام کو واپس کر دیئے جائیں۔ چنانچہ ۲ر اگست سے ایسے تمام علاقوں میں حکومت نظام کے قانون نافذ ہو گئے ہیں۔

ریلوے کمپنیوں کے مسلم اور غیر مسلم ملازمین کے تبادلے

لاہور ۲ر اگست نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ۲۵ ہزار غیر مسلم ملازمین نے مشرقی پنجاب میں کام کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ ایک فیصدی غیر مسلموں نے پاکستان میں ہی رہنا منظور کیا ہے۔ غیر مسلم ملازمین کو مشرقی پنجاب میں تبدیل کرنے کے سلسلے میں احکام صادر کر دیئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ اکتوبر کے آخر تک تبدیلی کا کام مکمل ہو جائیگا۔

معلوم ہوا ہے کہ دیگر ہندوستانی ریلوے کمپنیوں میں کام کرنے والے ۵۲ ہزار مسلمان ملازمین نے پاکستان میں کام کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

ملک معظم تقریر کریں گے

لنڈن ۲ر اگست رائٹر کے نامہ نگار کا خیال ہے کہ ۱۵ر اگست کو ہندوستان میں انتقال اقتدار کی تقریب پر ملک معظم بھی ریڈیو پر ہندوستان کے متعلق تقریر کریں گے۔

حکومت پاکستان کے قیام پر جشن کیونکر منایا جائے؟

مسٹر لیاقت علی خاں کا بیان

نئی دہلی۔ ۳ر اگست آل انڈیا مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری مسٹر لیاقت علی خاں نے کل ایک بیان میں کہا۔ کہ اکثر لوگ اور جماعتیں مجھ سے دریافت کر رہی ہیں کہ کیا ۱۵ر اگست کو پاکستان حکومت کے عالم وجود میں آ جانے پر جشن منانے کے سلسلے میں کوئی خاص پروگرام تیار کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے بتایا کہ ہر شہری اور ہر انجمن اپنے اپنے شہر میں اپنے حالات ذرائع اور سہولتوں کے مطابق جس طریق پر اور جس پروگرام کے ماتحت چاہے خوشیاں منائے۔ لیکن جشن اور مسرت کے اظہار کی عام صورت یہ ہوگی کہ تمام سرکاری عمارتوں۔ دفاتر اور تجارتی مرکزوں پر پاکستان کا قومی جھنڈا لہرایا جائے گا۔ مسلمان اپنے اپنے گھروں پر مسلم لیگ کا جھنڈا لہرا سکتے ہیں۔ کیونکہ ہماری قومی حکومت ایک نہایت ہی مبارک دن عالم وجود میں آئے گی۔ یعنے جمعۃ الوداع کے روز۔ اس لئے وہ مبارک جمعہ تو مسلمانوں کے لئے اظہار مسرت کا بہترین موقعہ ہوگا۔ اور وہ اس طرح کہ بعد نماز جمعہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے پاکستان کے استحکام کے لئے دعا مانگیں۔

جلسوں اور جلوسوں کا انتظام بھی کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس قسم کے اجتماعات پر کوئی قانونی پابندی نہ ہو۔ اگر کسی مقام پر کوئی قانونی روک ہو تو وہاں جلسوں اور جلوسوں کا انتظام ہرگز نہ کیا جائے۔ کیونکہ امن کا قیام بہرحال سب پر مقدم ہے۔

رات کو پبلک اور پرائیویٹ عمارتوں نیز گھروں میں چراغاں بھی کیا جا سکتا ہے۔

انڈونیشیا کے متعلق سیکیورٹی کونسل کی قرارداد

فریقین کو فوراً جنگ بند کر دینی چاہیئے

لیک سکس ۲ر اگست آج اتحادی اقوام کی سیکیورٹی کونسل میں ہندوستان کی طرف سے انڈونیشیا کا معاملہ پیش کیا گیا۔ اس سلسلے میں یہ قرارداد منظور کی گئی۔

سیکیورٹی کونسل ہالینڈ اور انڈونیشیا کی جنگ کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور فریقین سے اپیل کرتی ہے کہ فوراً جنگ بند کر دیں۔ اور اپنے جھگڑے کو ثالث کے ذریعے سے یا کسی اور پر امن طریق سے حل کرنے کی کوشش کریں۔

بحث کے دوران میں روسی نمائندے نے اس ترمیم پر زور دیا کہ فریقین اپنی اپنی فوجیں جنگ سے پہلے کی پوزیشن پر واپس لے آئیں۔ ڈچ نمائندہ نے اس کی مخالفت کی۔ ہندوستانی نمائندے نے اس ترمیم کی حمایت کرتے ہوئے ولندیزیوں کے اس دعویٰ کی تردید کی کہ انڈونیشیا کے باشندے ولندیزی فوجوں کی آمد پر خوش ہو رہے ہیں۔ آپ نے کہا ہندوستان اس قسم کے دعوے کا عملی تجربہ کر چکا ہے۔

برطانیہ۔ بلجیم اور فرانس کے نمائندوں نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا۔ برطانوی نمائندے نے کہا۔ ووٹنگ میں حصہ نہ لینے کا یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ ہم اس مسئلہ پر ویٹو کا حق استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ بلجیم اور فرانس کے نمائندوں نے کہا ہمیں یقین نہیں کہ کونسل اس معاملہ کو نپٹا سکے۔ اس لئے ہم نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔

ہندوستانی نمائندہ نے ایک بیان میں اس امر پر خوشی ظاہر کی کہ سیکیورٹی کونسل نے اتنی جلدی اس سلسلے میں قدم اٹھایا ہے۔ آپ نے کہا اگر ضرورت ہوئی تو ہم اس مسئلہ کو پھر کونسل میں پیش کریں گے۔

پاکستان کا محکمہ ڈاک و تار لاہور میں

لاہور ۲ر اگست معلوم ہوا ہے کہ کراچی میں مکان رہائش کی قلت کے پیش نظر پاکستان کی مرکزی حکومت کے کچھ دفاتر عارضی طور پر لاہور میں قائم کئے جا رہے ہیں۔ ان دفاتر میں محکمہ ڈاک و تار بھی شامل ہے۔

گورنر جنرل پاکستان کے اعزاز میں دعوت

نئی دہلی ۲ر اگست حکومت پاکستان کے ارکان نے آج دہلی میں پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر محمد علی جناح کے اعزاز میں شاندار دعوت دی۔ جس میں ایک ہزار سے زائد مہمانوں نے شرکت کی۔ وائسرائے ہند اور لیڈی ماؤنٹ بیٹن متعدد غیر ملکی سفراء مسٹر سی راجگوپال اچاریہ اور ڈاکٹر جان متھائی نے بھی اس میں شرکت کی۔

انڈونیشیا میں فیکٹریوں اور ذخیروں کو تباہ کیا جا رہا ہے

بٹاویہ ۲ر اگست معلوم ہوا ہے کہ انڈونیشین باشندوں نے وسیع پیمانے پر اپنی چیزوں کو تباہ و برباد کرنے کی پالیسی اختیار کر لی ہے۔ تاکہ ولندیزی ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں چنانچہ تیل کے ذخیروں۔ فیکٹریوں۔ گوداموں اور فصلوں کو آگ لگائی جا رہی ہے۔ ری پبلکن حکومت نے یہ امید ہی نوٹوں کے عوض مالی مدد دینے کی اپیل کی ہے۔

ہندوستانی ہوائی بیڑے کی تقسیم

نئی دہلی۔ معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی ہوائی بیڑے میں سے آٹھ ہوائی سکیڈرن انڈیا اور دو ہوائی سکیڈرن پاکستان کے حصہ میں آئیں گے۔ حکومت ہند کے پاس جو فالتو ہوائی جہاز ہیں ان پر مشتمل ایک تیسرا ہوائی سکیڈرن پاکستان کے لئے تیار کیا جائے گا۔

صوبہ سرحد کا نیا وزیر اعظم

پشاور ۲ر اگست گلوب نیوز ایجنسی کے نامہ نگار کا خیال ہے کہ مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر خان عبد القیوم خاں کو صوبہ سرحد کا وزیر اعظم بنایا جائے گا۔ آپ موجودہ وزارت کی برطرفی کے معاً بعد نئی وزارت مرتب کریں گے۔

سرحدی کمیشن کے ممبر شملہ میں

شملہ ۲ر اگست پنجاب کی سرحد بندی کرنیوالے کمیشن کے ممبر شملہ پہنچ گئے ہیں معلوم ہوا ہے کہ کمیشن کے سربراہ سر سیرل ریڈ کلف بھی شملہ پہنچ رہے ہیں۔